© rasailojaraid.com

درس قرآن

محمد احمد حافظ

اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔(سورۃ البقرہ۔آیت ۲۰۸،۲۰۹)

’’مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تمہارا صریح دشمن ہے پھر اگر تم احکام روشن پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ تو جان رکھو کہ خدا غالب (اور) حکمت والا ہے۔‘‘

سببِ نزول

یہودی مذہب میں ہفتے کے دن کو مقدس سمجھا جاتا ہے، اونٹ کا گوشت کھانا یہودی مذہب میں حرام ہے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل یہود کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے، مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے خیال کیا کہ اسلام ہفتے کے دن کی بے احترامی کرنے اور اونٹ کا گوشت کھانا ترک کر دینے کو منع نہیں کرتا۔ اگر ہفتے کے دن کی تعظیم کر لی جایا کرے اور اونٹ کا گوشت اعتقاداً حلال سمجھتے ہوئے عملاً کھانا ترک کر دیا جائے تو کوئی حرج والی بات نہیں ہوگی۔ مذکورہ بالا آیات اسی خیال کی تردید کے لئے نازل ہوئی ہیں۔

اسلام کیا ہے؟

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً لغت میں سلم کے معنی اطاعت کرنے، اپنے آپ کو جھکا دینے اور تسلیم کر لینے کا نام ہے، اصطلاحِ شریعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو من وعن تسلیم کر لینا اور بہ رضا ورغبت اس پر عمل کرنا، اسے اپنی زندگی کا حصہ بنالینا، اس کا نام اسلام ہے، یہاں سلم کا لفظ تمام مفسرین ومحدثین کے نزدیک اسلام کے معنی میں آیا ہے، کافۃ تمامیت کے معنی میں آتا ہے۔

اسلام دین کامل ہے

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً کا معنی ہے ’’اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ‘‘ ....اس لئے کہ اسلام وہ دستورِ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات کو حاوی ہے، وہ چاہے انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی، کار گاہِ سیاست کا معاملہ ہو یا امورِ عدالت کا، گھریلو سطح کے مسائل ہوں یا ملکی اور عالمی سطح کے‘ ہر مسلمان ان تمام امور کا فیصلہ دینِ اسلام کے مطابق کرنے کا پابند ہے۔ ایسا نہیں کہ ایک شخص کہے کہ اسلام بڑا اچھا دین ہے مگر حدود وقصاص کے قوانین، خواتین کے لئے برقع وحجاب کی پابندی، چور کے ہاتھ کاٹنا، شرابی کو کوڑے لگانا یا جہاد کی بات کرنا آج کی مہذب دنیا میں یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باتیں قابل قبول نہیں اس لئے انہیں ترک کردینے میں کوئی حرج نہیں، ایسی فکر دین اسلام سے ناواقف ہونے اور فکری ارتداد کی علامت ہے، جو شخص ان حدود کا انکار کرتا ہے وہ پکا کافر ہے، انہی لوگوں کے لئے قرآن حکیم میں یوں ارشاد ہوا ہے:

وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلاً O اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۔ (سورۃ النساء، آیت ۱۵۰، ۱۵۱)

(یہ لوگ) کہتے ہیں کہ (قرآن کے) بعض حصوں کو تو ہم مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس (قرآن) میں بیچ کی راہ نکالیں، یہی لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں۔

سورۂ بقرہ میں ان لوگوں کو سوالیہ انداز میں مخاطب کر کے کہا گیا ہے:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰی اَشَدِّ الْعَذَابِ ۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۸۵)

(یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتاب (خدا) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کئے دیتے ہو تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں۔

غور فرمایئے! پہلے جو آیت ذکر کی گئی اس میں ادھورا اسلام ماننے والوں کو کتاب اللہ نے ''پکا کافر'' کہا ہے، دوسری آیت میں ایسے لوگوں کے لئے دو سزاؤں کا ذکر ہے، ایک تو یہ کہ دنیا میں ذلت ورسوائی دوسری یہ کہ آخرت میں شدید ترین عذاب کی سزا۔

اس دین کی غیرت کو یہ بات بھی برداشت نہیں کہ دوسرے مذاہب کی ''اچھی باتوں'' کو بھی قبول کیا جائے چناں چہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم یہود سے ایسی باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں، اگر حضور کی رائے ہو تو ہم ان میں سے بعض اچھی باتیں لکھ لیا کریں؟ جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم بھی اسی طرح حد سے بڑھو گے جس طرح یہود ونصاریٰ حد سے بڑھ گئے؟ میں تو تمہارے لئے صاف، روشن شریعت لایا ہوں، اگر موسیٰ بھی اس وقت زندہ ہوتے تو ان کو بھی سوائے میری اتباع کے اور کچھ نہ بن پڑتا۔ (مظہری)

سنن ابی داؤد میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان مروی ہے کہ ہم لوگ اسلام سے قبل ملاقات کے وقت **انعم الله بک عیناً** (اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کرے) اور **انعم صباحاً** (تمہاری صبح خوش گوار ہو) کہا کرتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے، جب ہم جاہلیت کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گئے تو اس کی ممانعت کر دی گئی، اس کی بجائے ہمیں ''السلام علیکم'' کی تعلیم دی گئی۔ (بحوالہ معارف الحدیث) اب بظاہر دیکھنے میں یہ الفاظ کتنے بھلے لگتے ہیں لیکن اسلام آیا تو اس نے اپنے ماننے والوں کی معاشرت یکسر تبدیل کر کے الٰہی احکام کے تابع کر دی اور معمولی سے معمولی بات جس سے کفر کی آمیزش معلوم ہوتی ہو اس کی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے **یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة** کے تحت تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے ''اسلام کے آٹھ حصے ہیں، (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) روزہ (۴) حج (۵) عمرہ (۶) جہاد (۷) امر بالمعروف (۸) نہی عن المنکر اور تحقیق وہ شخص نامراد ہوا جس کا اسلام میں کوئی حصہ بھی نہ ہو۔'' (قرطبی)

ان آیات و احادیث اور آثار و اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام وہ دین کامل ہے جس میں ایک مسلمان کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک ہر طرح کے اعمال و افعال کے لئے دینی احکام طے کر دیئے گئے ہیں، اسی طرح کفار و مشرکین کی تمام تر اخلاقیات کو مکمل رد کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو یہ بات گوارا نہیں کہ ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلائے اور یہود و نصاریٰ کے طور طریقوں کو چاہے وہ اچھے ہوں یا برے پسند کرے اور انہیں اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔

شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ. دین اسلام کے سوا ہر راستہ شیطانی ہے، ہر وہ معاملہ جو قرآنی احکام، اسوۂ رسول ﷺ اور طریقۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہٹ کر ہو، شریعت اسلامیہ میں جس بات کا ثبوت نہ ہو وہ شیطانی نقشِ قدم ہے، چناں چہ غیر اللہ کو پکارنا، غیر اللہ کے نام پر قربانی دینا، مرنے والے کا تیجا، ساتواں، چہلم اور برسی منانا۔ دین اسلام کے بتائے ہوئے نظام حیات کو چھوڑ کر کفار کے نظام کو تسلیم کرنا، کافرانہ افکار و نظریات کو قبول کرنا، سود کھانا، سٹہ اور جوئے کا کاروبار کرنا سب خطوات الشیطان ہیں۔

شدید ترین وعید

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ تْکُمُ الْبَیِّنٰتُ ۔ قرآن مجید کی واضح آیات اور دلائل و براہین آ چکنے کے بعد، اور جب قرآن نے ہر چیز کو خوب کھول کھول کر بیان کر دیا ہے، اس کے بعد بھی ایمان و اسلام کے دعوے دار دین سے پھسلنے لگیں اور کافرانہ تہذیب و معاشرت اور کافروں کی اخلاقی اقدار و روایات اور قوانین کو تسلیم کرنے لگیں، کفریہ افکار و نظریات کو قبول کریں اور ان کی اشاعت میں حصہ لیں تو ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے شدید ترین وعید سنائی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ زبردست پکڑنے والے اور باحکمت ہیں''۔ یعنی ان کی پکڑ سے کوئی بچ نہیں سکتا اور یہ ڈھیلی ڈھالی پکڑ نہیں ہوتی بلکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سخت ترین پکڑ ہوتی ہے اور بڑی حکمت کے ساتھ ہوتی ہے، اس کے بعد انسان کے پاس کوئی جائے پناہ ہوتی ہے نہ جائے فرار اور نہ کسی قسم کا سہارا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام پر ڈٹ جانے اور عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ کے مثل شریعت اسلامیہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

الہدیٰ

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ:

☆ اسلام دین کامل ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ مسلمان اس پر اس طرح عمل کریں کہ ان کے ہاتھ پاؤں، ناک کان، دل اور دماغ سب اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرماں بردار ہو جائیں۔

☆ دین اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ اس کے بعض احکام کو قبول کیا جائے اور بعض کو اعتقاداً رد کر دیا جائے یا عملاً ترک کر دیا جائے، پہلی صورت کفر ہے اور دوسری صریح منافقت۔

☆ کفار کے ان اعمال وافعال کو جو بظاہر اچھے معلوم ہوتے ہیں کو قبول کرنا بھی دینی غیرت کے خلاف ہے، اس لئے کہ جو حق ہے وہ دین اسلام میں موجود ہے اور جو دین اسلام میں موجود نہیں چاہے وہ کتنا ہی اعلیٰ ہو باطل ہے۔

☆ دین اسلام میں انسانی زندگی کا جو طریقہ بتا دیا گیا اس سے ہٹ کر باقی سب شیطانی نقش قدم ہے جن سے بچنا ایمان کا تقاضا ہے۔

☆ جو شخص ایمانی راہوں کو چھوڑ کر شیطانی راستوں پر چلتا ہے دنیا میں اس کے لئے ذلت ورسوائی، آخرت میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور سخت ترین عذاب ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ فرمائیں اور اپنی رحمت کے دامن میں لے لیں۔ (آمین)

© rasailojaraid.com